فکر و نظر---- اسلام آباد جلد:۳۹ شمارہ:۱

رسول اکرم ﷺ کا طریقِ دعوت اور وفودِ عرب

حافظ محمد سجاد ☆

سیرت نبوی ﷺ کا ایک اہم باب اور عنوان ''وفود عرب کی بارگاہ رسالت میں آمد ہے''۔ قدیم مآخذ سیرت میں عموماً فتح مکہ کے بعد اشاعت اسلام کے ضمن میں وفودِ عرب کا تذکرہ ہوا ہے' ۹/۱۰ھ میں یہ وفود اس کثرت سے آئے کہ مؤرخین اور سیرت نگاروں نے اس سن کو '' عام الوفود'' قرار دیا۔ متعدد مؤرخوں اور سیرت نگاروں نے ان وفود کی تفصیلات قلم بند کیں(۱) اردو ادبِ سیرت میں فقط انہی وفود کو لیا گیا ہے۔ جن سے سیرت نبوی ﷺ کے کسی خاص پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔(۲)

ان وفود کے مطالعہ سے جہاں سیرت طیبہ کے کئی نمایاں پہلو اجاگر ہوتے ہیں وہاں قبائل عرب کی جغرافیائی حالات ، ان کے معتقدات، میلانات و رجحانات اور بدوی مزاج کا بھی پتہ چلتا ہے، یہ وفود پورے جزیرہ نما عرب کے مختلف گوشوں سے حاضر خدمت ہوئے تھے' اور جو قبائل اپنے نمائندے یا ترجمان کی حیثیت سے صحبت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، ان کے ارکان کی تعداد بعض اوقات چار سو یا اس سے زائد ہوتی تھی۔ بعض وفود اسلام قبول کرنے کے لیے آتے اور بعض تعلیم وتربیت کے لیے حاضر خدمت ہوتے اور بعض امن و صلح کے لیے بھی آئے۔ رسول اللہ ﷺ ہر قبیلہ کے سردار یا قائد کو عموماً ذمہ دار بناتے کہ وہ اپنے قبیلہ میں دعوت کا فریضہ سرانجام دے۔ اس طرح یہ وفود بذات خود دعوت و تبلیغ کا اہم اور مؤثر ترین ذریعہ تھے۔(۳)

قبائل عرب اپنے وفود کی روانگی کے لیے بڑا اہتمام کرتے تھے۔ اس کے لیے شیوخ و سردار، اعیان و اشراف، شعراء و خطباء اور با شعور افراد کا انتخاب ہوتا تھا۔(۴) ان سب

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ افکار و تمدنِ اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کے نام خطوط لکھے جاتے تھے(۵) اور ارکان وفد اپنے روائتی اور قبائلی لباس و ہیئت میں سج دھج کر مدینہ منورہ میں حاضر ہوتے تھے،(۶) یہاں ان کی حیثیت کے مطابق قیام و طعام کا انتظام کیا جاتا تھا۔(۷) آپ ﷺ ان کی نفسیات و رجحانات کے مطابق معاملہ فرماتے ان کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرتے اور ان کے مسائل کو حل فرماتے ، ذیل میں ان وفود کے ساتھ آپؐ کے طریق دعوت و تربیت کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے ان وفود کا تعلق عرب کے مختلف قبائل سے تھا۔ان میں چند ایک مشترکہ محاسن و معائب تھے۔بعض قبائل اپنی انفرادی شان وشوکت رکھتے تھے اور بعض کی وجہ شہرت بہادری اور بعض سخاوت و مہمان نوازی میں مشہور تھے اور پھر ہر قبیلہ عرب میں اپنا مخصوص مقام رکھتا تھا۔

ان دعوتی وفودمیں بعض عمدہ خصلت وسیرت کے مالک ہوتے اور بعض سخت مزاج ان میں سردار اور قائد بھی تھے اور قبیلہ کے عام افراد بھی ،غرض یہ کہ ہر مزاج اور فکر کا فرد شامل تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے قرآنی دعوتی اصول کے مطابق دعوت حق کو پیش فرمایا۔آپؐ نے جس طرح قبائلی اور علاقائی نفسیات کا لحاظ فرمایا اسی کی بدولت ان وفود میں سے اکثریت دولت ایمان سے مشرف ہوئی اور آپؐ کے حسن اخلاق اور حسن معاملہ کی بدولت جو وفود بظاہر صلح و امن کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے وہ بالآخر مشرف بہ اسلام ہوئے ۔ان وفود کے مطالعہ سے آپؐ کے دعوتی طریقہ کار کا پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے کس قدر نفسیات انسانی کا لحاظ فرمایا۔

ہر وفد کے پہنچتے ہی دعوت دینی شروع نہیں کر دی بلکہ دعوت کے لیے ماحول پیدا فرمایا۔مجرد دعوت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ دعوت سے قبل مدعو کی مہمان داری ،تکریم وتعظیم کا مکمل اہتمام فرمایا۔اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

☆ جب رسول اللہ ﷺ کو وفود کی آمد کی اطلاع دی جاتی تو آپؐ خوب صورت لباس زیب تن کرتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیتے۔(۸)

☆ وفود کے استقبال کے لیے بعض دفعہ مکان سے باہر تشریف لے جاتے اور حسب

حالات اگر قبیلہ کا سردار ہوتا تو بعض دفعہ اس کے لیے اپنی ردائے مبارک بچھاتے۔(۹) ان وفود کی رہائش کا اہتمام ایک صحابیہ رملۃ بنت الحارث کے گھر کیا جاتا، اس کے علاوہ کبھی کبھی یہ وفود کسی صحابی جو اسی قبیلہ کا ہوتا اس کے ہاں ٹھہرتے، اور بعض کو آپ مسجد میں ٹھہرانے کا حکم دیتے۔

☆ حضرت بلالؓ اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاصؓ کو ان وفود کی خاطر و تواضع کے لیے مقرر کیا گیا اور بعض اوقات آپؐ بہ نفس نفیس ان دعوتی وفود کی خاطر و مدارت کرتے اور ان کے حسب حاجت وظائف اور سفر کے مصارف ادا فرمادیتے تھے۔(۱۰)

☆ آپؐ آنے والے وفود سے ان کے قبیلہ اور اراکین وفد کا نام پوچھتے اور اگر یہ نام شریعت کے مزاج کے خلاف ہوتے تو تبدیل فرما دیتے اور عمدہ نام تجویز فرماتے۔(۱۱)

☆ مدینہ منورہ آنے والے ہر وفد کے ساتھ آپؐ عزت و احترام کا برتاؤ کرتے تھے۔اور اس قدر رواداری کا مظاہرہ فرماتے کہ ان کی بہت سی نازیبا اور ناقابل برداشت حرکتوں کو صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کر لیتے۔

☆ واپسی پر رسول اللہ ﷺ وفد کے ہر رکن کو تحفہ و ہدیہ عنایت فرماتے۔وفد کے قائد یا قبیلہ کے سربراہ کو دیگر اراکین سے زائد دیا جاتا۔اور تمام وفود کے لیے یہ حکم دیا کہ "أجزهم كما تجيز الوفود"(۱۲) یہی نہیں بلکہ وصال کے وقت آپؐ نے جو آخری وصیت فرمائی ان میں ایک یہ بھی تھی:

"اجیزوا الوفود بنحو ما کنت اجیزھم"(۱۳)

(جس طرح میں وفود کو تحائف اور عطیات دیا کرتا ہوں تم بھی اسی طرح دیا کرو۔)

اور جہاں تک نفس دعوت و تبلیغ کا تعلق ہے تو یہاں بھی آپؐ نے مخاطب کی ذہنی نزاکتوں کا پورا پورا خیال رکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ آدمی کی ذہنیت کو تبدیل کرنا اور اس کے نقطہ نظر یا نصب العین میں انقلاب پیدا کرنا آسان کام نہیں۔ اس کے لیے غیر معمولی ذہانت،

حکمت و تدبر اور سب سے بڑھ کر ایسے استدلال سے کام لینا پڑتا ہے جو مخاطب کو ذہنی طور پر ہموار کر کے نئی بات قبول کرنے پر آمادہ کر سکے۔جس طرح ایک بیج کی نشوونما کے لیے فقط بیج کی صلاحیتوں پر ہی نظر نہیں رکھنی پڑتی بلکہ زمین کی آمادگی و مستعدی اور فصل وموسم کی سازگاری و موافقت کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے ،اسی طرح ایک داعی کو بھی لازماً تخم ایمان کی آبیاری کے لیے قلوب و اذہان کی آمادگی و موافقت کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے اور یہ آمادگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب کہ استدلال مستحکم اور پائیدار ہو۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقائد اور تعلیمات دین کو دلوں میں اتارنے کے لیے ایک طرف تو ایسے دلائل وبراہین سے کام لیا جس کا ادراک ایک ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والا آدمی بھی کر سکتا ہے۔نیز ان دلائل و آثار میں تنوع کا خیال بھی رکھا تا کہ تفہیم و ابلاغ کا حق ادا ہو سکے ،اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ نے اہل عرب کی تمام خوبیوں اور خرابیوں' ان کی انفرادی و قومی روایات اور ان کے عادات وخصائل کی رعایت رکھتے ہوئے کشتِ ایمان کی آبیاری کی۔آفاق کے قوانین و ضوابط 'فطرت کے یقینیات 'تاریخ کے مسلمات، اور بنیادی اخلاقیات میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں مشرق ومغرب اور عرب وعجم سب ایک ہی نقطہ نظر رکھتے ہیں ۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور مخاطب کے درمیان انہی قدرِ مشترک کو تلاش کیااور اس کو بنائے استدلال بنایا۔ وفود کے مطالعہ سے اس کی چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

بعض افراد سلیم الفطرت ہوتے ہیں۔ان میں اعلیٰ اخلاق صفات بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں اور اگر کوئی ان کی تعریف وتحسین کر دے اور ان کے اس حسن سیرت و صورت کی نشاندہی کرے تو ان میں مزید بہتری کی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔اور اس تحریک (Motivation) کی بدولت اُن میں استحکام نصیب ہوتا ہے اور وہ ہر آن بداخلاقی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفود میں بعض افراد باوجود جاہلی تعصبات کے عمدہ اخلاق و سیرت کے مالک ہوتے ۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایسے وفود و اراکین سے ان کے اخلاقی اوصاف کو مدنظر رکھتے اور دعوت پیش کرتے وقت، وفد کے اراکین یا قائد کیا کے ان صفات عالیہ کا تذکرہ ضرور فرماتے جس سے وہ متصف ہوتے تا کہ

آغاز کلام میں ہی ان کے اندر اس پیغام حق کے لیے تحریک پیدا کر دی جائے جس کی دعوت دی جا رہی ہے اور یہ پیغام بھی اس خاصیت اور صفات کا داعی ہے جس سے وہ متصف ہیں ۔اس طرح ابتداء سے ہی مدعو سے بے تکلف تعارف اور کلمات داد تحسین سے مدعو پر نفسیاتی اثر ہوتا اور وہ دین حق کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا۔اس طرز فکر کی چند ایک مثالیں وفود کے مطالعہ سے ظاہر ہوتی ہیں مثلاً۔

۱۔ وفد ازدؑ کی وضع قطع اور خوش کلامی آپ ؐ کو بہت پسند آئی۔آپؐ نے دعوت پیش کرنے سے پہلے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو ؟۔انہوں نے عرض کیا ہم مومن ہیں۔ آپ ؐمسکرائے ۔آپؐ نے فرمایا ۔ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے بتاؤ تمہارے قول اور ایمان کی کیاحقیقت ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔کہ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں۔ان میں پانچ تو ایسی ہیں جن کے متعلق آپؐ کے قاصدوں یعنی (مبلغین یا داعیان اسلام) نے ہمیں دعوت دی ہے اور پانچ ایسی ہیں ،جن کے متعلق ہدایت کی ہے کہ ان پر عمل کریں اور پانچ وہ ہیں ' جن کے ہم زمانہ جاہلیت سے پابند ہیں اور اب تک ان پر قائم ہیں۔ حضورﷺ نے پوچھا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر تم کو ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔

(۱) اللہ پر ایمان
(۲) اس کے فرشتوں پر ایمان
(۳) اس کی کتابوں پر ایمان
(۴)اس کے رسولوں پر ایمان
(۵) مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان۔

رسول اللہﷺ نے فرمایا ۔وہ پانچ باتیں کیا ہیں جن پر تمہیں عمل کرنے کی ہدایت کی گئی انہوں نے عرض کیا کہ۔

(۱) ہم اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
(۲) نماز کی پابندی کریں۔
(۳) زکوۃ ادا کریں ۔

(۴) رمضان کے روزے رکھیں ۔

(۵) اگر استطاعت ہو بیت اللہ کا حج کریں ۔

آپؐ نے فرمایا:اچھا اب وہ پانچ باتیں بتاؤ جن پر تم زمانہ جاہلیت سے کار بند ہو؟ انہوں نے کہا۔

(۱) خوشحالی کے وقت شکر کرنا۔

(۲) مصیبت پر صبر کرنا ۔

(۳) راضی برضائے الٰہی رہنا۔

(۴) آزمائش کے وقت راست بازی پر قائم رہنا۔

(۵) دشمنوں کی مصیبت پر ہنسی نہ اڑانا۔

جب آپؐ نے ان کی حکمت اور دانائی کی باتیں سنیں تو تعریف فرمائی اور ان پر دوام کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم لوگ تو بڑے حکیم اور عالم نکلے 'تمہاری حکمت ودانش گویا انبیاء کی حکمت ودانش ہے''۔

اس طرح ان کے اندر مزید بھلائی اور نیکی کی تحریک پیداہوئی اور جب دیکھا کہ اس طرح اقوال اور نصیحت کو یہ لوگ اختیار کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں،تو آپؐ نے ان کو مزید پانچ اور نصیحتیں فرمائیں تاکہ کل مجموعہ بیس ہو جائے ۔آپؐ نے فرمایا۔

۱۔ ضرورت سے زیادہ مکانات نہ بناؤ(یا وہ مکان نہ بناؤ جس میں تمہیں بسنا نہ ہو)

۲۔ ضرورت سے زیادہ اشیاء خوردونوش جمع (ذخیرہ)نہ کرو۔

۳۔ جس چیز کو چھوڑ کر کل تمہیں چلا جانا ہے اس میں ایک دوسرے کی حرص نہ کرو۔

۴۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو جس کی طرف پھر تمہیں لوٹنا ہے اور اس کے حضور جوابدہ ہونا ہے

۵۔ ان چیزوں سے رغبت رکھو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں گی جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔[۱۴]

اہل وفد نے رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کو قبول کیا اور وطن واپس جا کر ہمیشہ ان پر عمل کیا۔اس طریقہ دعوت سے منطقی وتدریجی اسلوب اختیار کرتے ہوئے آپؐ نے پہلے ان کے خیالات و افکار کو جانا اور ان کی عمدہ باتوں کی تعریف وتوثیق فرمائی اور اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے مزید پانچ خصلتوں کی نصیحت فرمائی جن کا مضمون سابقہ باتوں سے مختلف تھا ۔جب آپؐ نے جان لیا کہ یہ افراد ایمان وعبادات پر یقین رکھتے اور عمل کرتے ہیں اور اخلاق عالیہ سے بھی مزین ہیں تو آپؐ نے پانچ ایسی عادات ومعمولات کا تذکرہ فرمایا جس سے ان کے سابقہ اعمال میں پختگی آئے اور عبادات میں اخلاص و محبت پیدا ہو۔چنانچہ آپؐ نے جن پانچ باتوں کی تلقین فرمائی ان میں آخرت کا مضمون بیان ہوا اور احتساب و ذمہ داری پر زیادہ زور دیا گیا۔شاید اسی کی کمی آپ نے ان کے اندر محسوس کی ہو۔اوراس کے مطابق ان معمولات کواختیار کرنے کی دعوت دی ہو۔

۲۔ قبیلہ بنی حارث بن کعب' سارے عرب میں شجاعت او ربہادری میں مشہور تھا۔ فتح مکہ کے بعد بھی یہ لوگ کفر وضلالت پر قائم رہے۔۱۰ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو دعوت اسلام کے لیے ان کی طرف بھیجا ۔حضرت خالدؓ کی دعوت پر سارا قبیلہ ایمان لے آیااور انہوں نے ایک وفد حضورؐ کے پاس تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا۔وفد کے اراکین بارگاہ رسالت میں پہنچتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے پوچھتے ہیں کہ :

''زمانہ جاہلیت میں جوتم سے لڑا وہ ہمیشہ مغلوب رہا ۔اس کا کیا سبب ہے''؟انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ۔اس کے تین سبب تھے۔''

۱۔ ہم اپنی طرف سے کسی پر ظلم یا زیادتی نہیں کرتے تھے۔

۲۔ ہم خود حملہ آور نہیں ہوتے تھے اور نہ لڑائی میں پہل کرتے تھے۔

۳۔ جب ہم پر کوئی لڑائی تھوپ دیتا تو میدان جنگ میں ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے اور کبھی منتشر نہ ہوتے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو جو فوج یا جماعت ان اصولوں کے مطابق لڑے گی ہمیشہ غالب رہے گی۔(۱۵)

رسول اللہ ﷺ وفد کے ایمان و یقین سے واقف تھے اور آپ ؐ کو یہ بھی معلوم تھا کہ قبیلہ بنی حارث بن کعب شجاعت و بہادری میں کمال رکھتا ہے اور یہی ان کی عظمت و فضیلت ہے۔چنانچہ آپ ؐ نے ان کی نفسیات و حالات کو جانتے ہوئے ان کے اس مخصوص شعبہ میں مہارت کا ذکر فرمایا کہ جس کے سبب وہ ہمیشہ غالب رہے اور ظاہر ہے جب کسی کی خاص صفت یا بھلائی و عظمت جس میں وہ ملکیت ِتام رکھتا ہو یا اس کی وجہ شہرت ہو یا اس کی پہچان کا سبب ہو ۔اس کا تذکرہ کیا جائے تو یہ بات اس کو دنیا و مافیھا سے بہتر لگتی ہے چنانچہ آپ ؐ نے اسی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے ان سے دریافت فرمایا کہ کس سبب سے وہ ہمیشہ غالب رہے ۔چنانچہ جب انہوں نے تین اسباب کا ذکر کیا جو کہ تعلیمات محمدی ؐ کے بھی عین مطابق تھے تو آپ ؐ نے نہ صرف ان کی تعریف و توثیق فرمائی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ یقیناً جو کوئی ان اصولوں کے مطابق لڑے گا وہ ہمیشہ غالب رہے گا۔اس طرح وفد کے اراکین آپ ؐ کی تعلیمات سے مطمئن ہوئے اور آپ ؐ کی صحبت سے مزید اکتساب فیض کے لیے چند دن ٹھہرے۔

۳۔ عبدالقیس کا وفد ،عبداللہ بن عوف الاشج کی قیادت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔آپ ؐ کو بتایا گیا کہ یہ عبدالقیس کا وفد ہے۔آپ ؐ نے ان کو مرحبا کہااور فرمایا۔عبدالقیس بھی کیسی اچھی قوم ہے۔ان لوگوں نے آپ ؐ کو سلام کیا ۔آپ ؐ نے ان کو دعوت اسلام دی اور وہ مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم میں عبداللہ الاشج کون ہے؟عبداللہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں ۔(وہ کریہ منظر بد شکل تھے)رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انسان کی کھال کی مشک نہیں بنائی جاتی البتہ آدمی کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے ،ایک اس کی زبان اور ایک اس کا دل۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اے عبداللہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ عبداللہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔"حلم اور وقار"

انہوں نے عرض کیا کہ یہ چیز پیدا ہوگئی ہے یا میری خلقت اسی پر ہوئی ہے۔آپ ؐ

نے فرمایا کہ تمہاری خلقت اسی پر ہوئی ہے۔

اس تبلیغی وفد کی آمد اور ان کے ساتھ آپؐ کے دعوتی اسلوب او رانسانی نفسیات کے لحاظ کی چند باتیں اخذ کی جا سکتی ہیں مثلاً۔

۱۔ سب سے پہلے قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی آمد پر خوش آمدید کہا۔

۲۔ اس وفد اور اس کے رئیس کی مدح و توصیف فرمائی۔

۳۔ اس کے رئیس و قائد عبداللہ بن عوف الاشج ،جو بظاہر بدشکل ہیں ان کی ظاہری شکل و صورت کے برعکس ان کی داخلی صفات اور خوبیوں کا ان سب اراکین وفد کے سامنے ذکر فرمایا کہ حقیقت میں اصل خوبصورتی اور حسن ،رنگ ونسل کا نہیں بلکہ وہ اخلاق حمیدہ ہیں جن سے انسان متصف ہوتا ہے اور حضرت عبداللہ الاشج میں جو دو خصلتیں اورخوبیاں(حلم اور وقار)ہیں یہی ان کی خوبصورتی اور حسن ہے۔اس طرح آپؐ نے ان کے(Inferiority Complex) کوختم کر کے ان کی صفات حمیدہ کا ذکر کیا۔

۴۔ تمام اہل وفود کو انعامات و عطیات سے نوازا اور عبداللہ الاشج کو جو کہ وفد کے رئیس تھے سب سے زیادہ انعام دلایا۔[۱۶]

بعض دفعہ اہل وفد یا وفد کے کسی خاص فرد میں کوئی عیب ،برائی یا جاہلی پن دیکھتے توحکمت اور نفسیات انسانی کالحاظ رکھتے ہوئے اس کی طرف اشارہ فرمادیتے ۔تاکہ اہل وفد عموماً اور وہ فرد خصوصاً اس سے اجتناب کرے مثلاً۔

وفد الھُجَیم میں ابو جُری جابر بن سلیم جو کہ وفد کے قائد تھے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ،انہوں نے ایک قطری تہبند باندھے ہوئے تھا ۔جس کے کنارے قدموں تک تھے ۔جن سے تکبروغرور ظاہرہوتا ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں جو مجھے نفع دے تو آپؐ نے فرمایا۔

تم کسی کو گالی نہ دینا۔کسی نیکی کوحقیر نہ سمجھنا گو اسی قدر ہو کہ تم اپنے ڈول سے کسی پیاسے برتن میں پانی ڈال دو یا اپنے بھائی سے شگفتہ روئی سے بات چیت کرو۔اپنا تہبند (یا ازار)پنڈلیوں تک اونچا رکھو اور تہبند کو زیادہ نیچا لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تکبر کی

علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔[17]

یہاں بھی آپؐ نے براہ راست اور آغاز گفتگو ہی میں مدعو کے تکبرانہ لباس پر تنقید نہیں کی بلکہ جب خود ہی مدعو نے نصیحت کا مطالبہ کیا، جو اس کے لیے نفع بخش ہو تو آپؐ نے دیگر مواعظ کے علاوہ تہبند لٹکانے سے پرہیز کی نصیحت کی جس سے مدعو پر نفسیاتی اثر ہوا۔

وفد جعفی کے دو افراد حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔آپؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم دل نہیں کھاتے۔انہوں نے عرض کیا آپ کی اطلاع درست ہے۔واقعی ہم دل نہیں کھاتے۔آپؐ نے فرمایا۔

''تمہارا اسلام دل کھانے سے مکمل ہو گا۔''

پھر آپؐ نے ان دونوں کے لیے دل منگوایا اور اسے بھونا پھر آپؐ نے ان کو کھانے کے لیے دیا۔[18]

۲۔ اہل وفد میں سے کوئی رکن عقلی توجیح وتوضیح کرتا تو آپؐ اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے اور ر اس کی تعریف فرماتے مثلاً۔

ا۔ وفد بنی قشیر بن کعب کے سردار قرن بن ھبیرہ حاضر خدمت ہوئے ایمان لائے اور پھر کہنے لگے۔

یا رسول اللہ ﷺ ہم نے زمانہ جاہلیت میں اللہ کے سوا کچھ اور خدا بنا رکھے تھے۔ان میں سے کچھ مذکر(بت) تھے اور کچھ مؤنث(مورتیاں)ہم ان کو پکارا کرتے تھے۔مگر وہ جواب نہ دیتے تھے ۔ہم ان سے سوال کرتے تھے ۔مگر وہ ہمارا سوال پورا نہ کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو ہم نے ان کو چھوڑ کر آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کی دعوت قبول کر لی۔ رسول اللہ ﷺ ان کی بات سنتے رہے اور اس کو پسند فرمایا پھر حجۃ الوداع کے موقع پر یہ اپنے قبیلہ کے ساتھ آئے اور ایک پست اونٹنی پر سوار تھے۔حضورؐ نے ان کو دیکھ لیا اور ان کو پکارا، جب وہ قریب آئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا ،جب تم وفد کے ساتھ میرے پاس آئے تھے تو تم نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے اپنی مذکورہ بالا باتیں دوہرائیں ۔جب جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا:

"جس کو عقل دی گئی وہ کامیاب ہو گیا"۔ (۱۹)

یعنی اب بھی تم ان بتوں کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہو ۔تم نے عقل و شعور سے ان معبود ان باطل کی تردید کی جو نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں، عقل و شعور بہت بڑی نعمت ہے اور جس نے اس سے کام لیا یقیناً وہ کامیاب و کامران ہوا۔اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک تو مجمع عام میں صحابی محترمؓ کے کلمات دوہرانے سے توحید کی اہمیت واضح فرما دی اور پھر یہ بھی بتایا کہ نہ صرف ان کی شخصیت کو آپؐ اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ ان کلمات اور باتوں کو بھی آپؐ جانتے ہیں جو انہوں نے آپؐ کے سامنے کی تھیں۔

۳۔ بعض وفود میں سے کوئی رکن یا فرد حاضر خدمت ہوتا تو آپؐ سے سوال کرتا اور آپؐ فوراً اس کا جواب نہ دیتے بلکہ اسی سے اس کے سوال کا جواب طلب فرماتے تاکہ وہ اس کی خود ساختہ وضاحت کر دے جو اس کے ذہن میں ہے۔اس طرح اگر وہ جواب مزاج شریعت کے مطابق ہوتا تو آپؐ اس کی تصدیق فرما دیتے اور اس کی مزید تائید فرماتے۔اس طرح کی ناصحانہ طریقہ سے جو دعوت مؤثر ہوتی اس کی نظیر نہیں کہ مدعو جب اپنی فکر وآراء کی تصدیق پا لیتا ہے یا اس کے اپنے ذہن وفکر کے زاویے کی توثیق ہو جاتی ہے تو اس کا دل خوشی و مسرت سے جھومنے لگتا ہے اور وہ مزید اشتیاق و استقامت سے راہ مستقیم پر چلنا شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ ان دعوتی وفود کی آمد اور آپؐ سے ان کے مکالمات کا اس نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس نفسیاتی اسلوب کے مطابق دعوت دی ۔اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

(i) بنی طے کے رئیس ،زید الخیل (۲۰) حاضر خدمت ہوئے ،اسلام قبول کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نو دن کی دشوار گذار مسافت طے کر کے آیا ہوں ۔صرف دو باتیں دریافت کرنا ہے۔آپؐ نے فرمایا۔جو پوچھنا چاہتے پوچھو!

انہوں نے عرض کیا،جو شخص اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے اس کی کیا علامت ہے اور جو اللہ کو نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے(بروایت دیگر جسے اللہ چاہتا ہے او رجسے نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے)۔حضور ﷺ نے فرمایا۔

''تم زندگی کے شب و روز کیسے گزارتے تھے؟''

انہوں نے عرض کیا۔

''میں نیکی اور نیکی کرنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو پسند کرتا تھا۔اگر میں اس پر عمل کرتا تھا تو اس سے طمانیت ہوتی تھی اور جب یہ عمل چھوٹ جاتا تھا تو غمگین ہو جاتا تھا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''جو اللہ کو چاہتا ہے اور جو نہیں چاہتا اس کی یہی علامت ہے''(۲۱)

جب وہ اس بات سے مطمئن ہوئے تو آپؐ سے رخصت لی۔آپؐ نے ان کو بارہ اوقیہ چاندی اور عمدہ خوشبو عنایت فرمائی اور ان کے بارے میں فرمایا۔

''عرب کے جس شخص کی بھی فضیلت بیان کی گئی پھر وہ میرے پاس آیا تو جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا تھا، میں نے اسے اس سے کم تر پایا سوائے زید کے''(۲۲)

رسول اللہ ﷺ کی ساری سیرت اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ نے دعوت و تبلیغ میں بھی ہمیشہ مدارج کا لحاظ رکھا ہے۔مخلص اور منافق،متقی اور غیر متقی کے ساتھ آپ ﷺ ایک طرح کا سلوک نہیں کرتے تھے۔نہ اس کو پسند کرتے تھے۔یہ وفود قبائل کی طرف سے اسلام قبول کرنے کے لیے آتے تھے مگر ان کے ساتھ سلوک ان کے مدارج اور خلوص کے اعتبار سے ہوتا تھا مثلاً۔

۱۔ حضر موت سے حضرت وائل بن حجر کی قیادت میں ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔وائل بن حجر اپنے علاقے کے سر برآوردہ رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔ان کے ورودِ مدینہ سے پہلے ہی حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔

''وائل بن حجر جو ملوک حضر موت کی یادگار ہیں ۔اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر لی ہے اور وہ دور دراز کی مسافت طے کر کے مدینہ آرہے ہیں۔''

جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضورؐ نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنی ردائے مبارک ان کے لیے بچھا دی ۔جب وہ ذوق وشوق سے اسلام قبول کر چکے تو اس موقع پر آپؐ نے اپنا دستِ اقدس ان کے چہرے پر پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔الٰہی وائل ،ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر برکت نازل فرما اور ان کو حضر موت کے سرداروں کا حاکم بنا۔(۴۳)

(ii) آپؐ کی خدمت میں قبیلہ تجیب کے تیرہ آدمی حاضر ہوئے اور اپنے ساتھ اپنے مویشی اور اموال میں سے صدقات جو ان پر فرض تھے وہ خود لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اموال میں جو اللہ کا حق تھا وہ ہم آپؐ کے پاس لے آئے ہیں۔حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس کو واپس لے جاؤ اور اپنے ہی یہاں کے فقراء پر تقسیم کرو۔انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے پاس وہی مال لائے ہیں جو وہاں کے فقراء پر تقسیم کرنے کے بعد بچا ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے جب ان کا یہ جواب سنا تو فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ عرب کا کوئی وفد ایسا نہیں آیا جیسا اس قبیلہ تجیب کا وفد۔

> ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہدایت خدا کے اختیار میں ہے جس کے لیے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے قلب میں ایمان کے لیے انشراح پیدا کر دیتا ہے۔“

اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھیں جو حضور ﷺ نے ان کے لیے لکھ دیں اس کے بعد پھر انہوں نے قرآن اور سنت کے متعلق کچھ سوالات کیے۔اس سے اور بھی ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو رغبت پیدا ہوئی اور آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کی ضیافت بہت اچھی طرح کریں اور حضرت بلالؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان کو ہدیہ اور زادِ راہ اس سے زیادہ دیا جتنا عموماً وفود کو دیا کرتے تھے۔(۴۴)

(۵) اخلاق ایک طاقت ہے بلکہ سب سے بڑی طاقت ہے ایک اچھا سلوک دشمن کو دوست بنا سکتا ہے۔ایک میٹھا بول ایک سرکش آدمی سے اس کی سرکشی چھین سکتا ہے۔ایک ہمدردانہ

برتاؤ ایک ایسے جھگڑے کو ختم کر سکتا ہے جس کو ختم کرنے کے لیے لاٹھی اور گولی کی طاقت ناکام ہو چکی ہو۔یہی وہ بات ہے جس کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیاہے۔

لاتستوی الحسنة ولا السئية .ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینه عداوة کانه ولی حمیم .[۲۵]

(اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی ۔تم جواب میں وہ کہو جو اس سے بہتر ہو۔پھر تم دیکھو گے کہ تم میں اور جس میں دشمنی تھی وہ ایسا ہو گیا ہے جیسے کوئی دوست قرابت والا)

وفود کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز نے ان کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ آپؐ کا حسن سلوک اور اخلاق حسنہ تھا ،جو بھی آپؐ کے قریب رہتا آپؐ سے محبت کرنے لگتا ۔حلم ووقار ،راحت ،رحمت ،برداشت وسچائی،حسن سلوک آپؐ کے اندر کامل درجہ میں پایا جاتا تھا ۔آپؐ انسانی بلندی کی اعلیٰ ترین مثال تھے۔جسے نفسیات کی اصطلاح میں متوازن شخصیت (Balanced Persanality) کہا جاتا ہے۔

۱۔ بعض وفود خصوصاً آپؐ کے حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ایمان لے آئے۔حالانکہ وہ صلح وامن آمان کے لیے آپؐ کے پاس حاضر ہوئے تھے ۔انہی میں سے ایک وفد قبیلۂ اشجع کا تھا جو ۵ھ میں آیا۔

ایک سو یا اس سے زیادہ آدمیوں پر مشتمل یہ وفد مدینہ منورہ آیا۔ آپؐ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو آپؐ نے اس بات کا انتظار نہ فرمایا کہ وہ خود بارگارہ نبویؐ میں حاضرہوں بلکہ آپؐ خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ خیرو عافیت پوچھی اور بڑی دیر تک کمال اخلاق اور محبت کے ساتھ ان سے گفتگو فرماتے رہے ،پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اپنے مہمانوں کی کھجوروں سے تواضع کرو۔ وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے انہیں بڑی نرمی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

انہوں نے جواب دیا ۔محمدؐ! ہم اسلام قبول کرنے کے لیےنہیں آئے ۔ہماری آمد کی غرض و غایت یہ ہے کہ آپؐ سے امن اور صلح کا معاہدہ کریں کیونکہ آپؐ کی اور آپؐ کی قوم کی آئے دن کی لڑائیوں نے ہمیں سخت پریشان کر رکھا ہے۔

رحمتِ عالمؐ نے خندہ پیشانی سے فرمایا۔''جو تم کہتے ہو وہ ہمیں منظور ہے'' چنانچہ امن کا ایک معاہد ہ لکھا گیا۔ جس کو فریقین نے منظور کر لیا۔اس دوران میں اہل وفد حضورؐ کے اخلاقِ کریمانہ سے اتنے متاثر ہوچکے تھے کہ معاہدہ صلح معرض تحریر میں آنے کے معاً بعد وہ سب پکار اٹھے۔

اے محمدؐ!''آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپؐ کا دین برحق ہے''(۲۶)

آپ کے حسن معاملہ اور اخلاق عالیہ نے انہیں تسخیر کر لیااور سب کے سب دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوکر اپنے گھروں کو لوٹے اور پیغام بر ہو گئے۔

(ii) بنی سعد بن بکر کی طرف سے ضمام بن ثعلبہؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔وہ اپنے قبیلہ کے سربراہ اور نہایت دانا آدمیوں میں شمارہوتے تھے۔اس لیے دربار رسالت میں اہل قبیلہ نے اپنی وکالت کے لیے صر ف انہیں ہی بھیجنا کافی سمجھا۔وہ بدوی سادگی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی ناقہ کی مہار تھامے بلا تکلف مسجد نبویؐ میں داخل ہوگئے ،حضورؐ اس وقت صحابہ کرامؓ کے حلقے میں تشریف فرماتھے۔ضمام نے اونٹنی کو ایک کونے میں بٹھایا اور مجلس کے سامنے کھڑے ہوکر سلام کلا م کے بغیر یوں گویا ہوئے۔

تم میں سے کون ابن عبدالمطلب ہے (ایکم ابن عبدالمطلب)آپؐ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں ۔ضمامؓ نے کہا۔اے ابن عبدالمطلب آپؐ کا داعی ہمارے پاس آیا تھا۔اس نے چند باتیں آپؐ کی طرف سے ہمیں بتائی ہیں۔میں ان کی آپؐ سے تصدیق کرنا چاہتا ہوں ۔میرا لہجہ سخت اور درشت ہے۔ میں سختی سے بات کروں گا۔آپؐ میرے لہجے کی درشتی سے دل میں غبار تو نہ لائیے گا۔

حضورؐ نے فرمایا،تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو بلا تکلف پوچھو؟

پھر وہ سوال کرتا ہے اور حضورؐ نہایت ہی اطمینان سے اس کے ہر سوال کا جواب مرحمت فرماتے ہیں حالانکہ پورے مکالمے میں سائل کا لہجہ درشت رہتا ہے۔تعلیم وتحمل کا یہ طریقہ اس طرح کارگیر ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

''تو اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو صادق نبی بنایا،میں آپؐ کی بتائی

ہوئی باتوں میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ میں آپؐ کا دین قبول کر چکا ہوں، میں اپنی قوم کا قاصد ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔''(۴۷)

آپؐ کے حسن اخلاق، سیرت و کردار اور قبائل عرب کے ساتھ حکمت بھری دعوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب یہ وفود اپنے اپنے قبائل میں واپس پہنچے تو انہوں نے ماہِ تاباں سرورکائنات ﷺ کی ایک ایک ادا اور آپؐ کا ہر ہر عمل جو انہوں نے مشاہدہ کیا اور جس کی آپؐ نے ان کو تلقین فرمائی، اسی طریقے کے مطابق اپنے قبائل میں اس کو پہنچایا۔ اپنی اولاد، خاندان اور پورے قبیلے میں اس دعوت حق کو عام کیا۔ اس طرح بڑے قلیل وقت میں پورا عرب ایمان کی دولت سے منور ہوگیا۔

حواشی

۱۔ مؤرخین اور سیرت نگار حضرات نے وفود کی تعداد میں اختلاف کیا ہے، کم از کم ۱۵ اور زیادہ سے زیادہ ۱۴۰ کی تعداد کا ذکر ملتا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

ابن ہشام (م ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویۃ ۴/۲۲۱ میں ۲۱ وفود کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابن سعد (م ۲۳۰ھ) الطبقات الکبریٰ ۱/۲۲۹ ۔ مطبوعہ بیروت ۱۹۴۰ میں ۷۲ وفود کی تفصیل درج ہے۔

طبری (م ۳۱۰ھ) تاریخ الامم والرسل والملوک ، میں ۳۴ وفود کا ذکر ہوا ہے۔

ابن کثیر، (ت ۷۷۴م) نے السیرۃ النبویۃ، میں ۱۷ وفود کے حالات قلمبند کیے ہیں۔ دیگر سیرت نگاروں میں ابن سید الناس (ت ۷۳۴ھ) نے ۲۹ ، علامہ حلبی (ت ۱۰۴۴ھ) نے ۳۵ ، یعقوبی نے ۳۳، بیہقی (م ۴۵۸ھ) ۲۸، ابن اثیر نے ۳۱، علامہ قسطلانی نے ۳۵ وفود کا ذکر کیا ہے۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (ت ۔ ۹۴۲ھ) نے سبل الھدیٰ و الرشاد'' میں ۱۰۰ سے زائد وفود کی تفصیل بیان کی ہے۔ ایک عرب محقق جنہوں نے، ''الوفود علی النبی ﷺ'' پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔ انہوں نے ایک سو چالیس وفود کا ذکر کیا ہے۔ جو بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: عبد العزیز بن محمد بن عبد اللہ ، الوفود علی النبی ﷺ ، مقالہ برائے پی۔ایچ ڈی (غیر مطبوعہ) لائبریری، شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ۔

۲۔ اردو ادب سیرت میں ، علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرت النبیؐ ۲ /۲۷ میں پندرہ وفود کا ذکر کیا ہے۔قاضی سلیمان سلمان منصور پوریؒ نے رحمۃ اللعالمینؐ ۱/۱۵۷میں ۲۵ وفود کا ذکر کیا ہے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیؐ ۲/۱۹۵ میں ۳۵ وفود کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے (متوفیٰ 1998) نے ضیا النبیؐ میں ۲۷وفود کا ذکر کیا ہے۔مشہور سیرت نگار جناب طالب ہاشمی نے اپنی کتاب ''وفود عرب بارگاہِ نبویؐ میں'' میں ۱۱۰ وفود کی تفصیل بیان کی ہے، اور اس کے ساتھ قبائل عرب کا تعارف بھی دیا ہے۔

۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ عمری ، جلال الدین ، مولانا ، عرب کے وفود ۔ دربار رسالت میں (یہ وفود تبلیغ دین کا ذریعہ تھے' سہ ماہی تحقیقات اسلامی (علی گڑھ) جلد ۷۔ شمارہ۔ا(۱۹۸۸) ص ۵ تا ۱۶

۴۔ مولانا سیّد جلال الدین عمری نے دس کے قریب وفود عرب کی تفصیل بیان کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قبائل واپسی پر اپنے اہل و عیال اور عوام الناس کو دین کی دعوت دیتے رہتے تھے' اور بعض وفود کے مطالعہ سے یہ بات پایہ اثبات تک پہنچ چکی ہے کہ آپؐ وفود عرب کو تاکید کرتے تھے کہ وہ اپنے بعد والوں کو دین کی باتیں پہنچائیں امام بخاریؒ نے باقاعدہ ایک جگہ یہی باب قائم کیا ہے ۔ فرماتے ہیں۔ وصاۃ النبی ﷺ وفود العرب ان یبلغوا من ورائھم بخاری ، کتاب التمنی ، باب وصاۃ النبی ﷺ وفود العرب ان یبلغوا من ورائھم (رقم ۶۸۳۸)

عنقریب ایک مقالہ میں ہم ان سب قبائل کی تفصیل اس انداز میں بتائیں کہ کس قبیلہ میں کس صحابی اور وفد کے رکن کو آپؐ نے مبلغ نامزد فرمایا ' اور اس کی کوششیں کس قدر باآور ثابت ہوئیں۔

علامہ یعقوبی واحد مؤرخ ہیں جنہوں نے صراحت کے ساتھ وفد کے قائد سردار یا رئیس کا نام ذکر کیا ہے ،تفصیل کے لیے دیکھیے ۔ تاریخ یعقوبی ج ۲، ص۷۹

۵۔ ابن سعد نے اس کی صراحت کی ہے۔ جیسے وفد بنی سلامان، کے بارے میں راوی، محمد بن یحیٰ بن سہیل بن ابو حشمہ کا بیان ہے۔''وجدت فی کتب ابی حبیب بن عمرہ السلامانی کان یحدث ، اسی طرح وفد بنی عذرہ کے بارے میں ابو عمرو بن حریث عذری کا بیان ہے۔

وجدت فی کتاب آبائی قالوا: قدم علی رسول اللہ ﷺ فی صفر سنۃ تسع و فدنا اثنا عشر رجلاً فی صفر سنۃ تسع وقدنا اثنا عشر رجلاً ،الطبقات الکبریٰ ، ۱/۳۳۱، ۳۳۲

۶۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ، وفد وائل بن حجر، ابن کثیر، البدایۃ ۷۹/۵

۷۔ ان قبائل کو رملۃ بنت الحارث کے گھر ٹھہرایا جاتا ۔ بعض اوقات مسجد نبوی میں بھی وفود ٹھہرتے تھے۔ اور بعض کو صحابہ کرام خاندانی و قبائلی تعلق کی بنا پر اپنے ہاں ٹھہراتے تھے، لیکن عموماً وفود مذکورہ صحابیہ کے گھر ہی ٹھہرتے۔ جیسا کہ آپ ؐ نے وفد سلاماں کے بارے میں فرمایا : انـزل هـؤلاء الوفد حيث ينزل الوفود ۔ ابن سعد /۳۳۲

۸۔ مقریزی ۔(متوفی ۸۴۵ھ) نے اپنی کتاب" الامتاع الاسماع" میں وضاحت کی ہے کہ آپؐ خوبصورت لباس پہنتے تھے۔

وكـان صـلـى الـلـه عـلـيـه وسـلـم اذا قـدم الـوفـود لبس أحسن ثيابه وأمر اصحابه بذلك ، امتاع الاسماع، دار الكتب العلميه بيروت ۱۹۹۹ء

امام صالح شامی لکھتے ہیں ۔ ثـوب رسـول الـلـه عـلـيه وسلم الذى كان يخرج فيه للوفود حضرمي طوله أربعة اذرع وعرضه ذراعان وشبر. (سبل الهدیٰ والرشاد ، ج ۶، ص ۲۵۹)

۹۔ مثلاً جب وائل بن حجر آپ ؐ کے پاس آئے تو ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی (ابن سعد/۵۲/۲)

۱۰۔ کتانی الفاسی الترتیب الادرلیۃ ، رباط ، ۱۳۴۶ھ، ۴۵۱/۱)

۱۱۔ بنی سلیم کے ایک فرد" غاوی بن عبد العزیٰ " کا نام بدل کر" راشد بن عبدرب " رکھا ، ابن سعد ۳۰۷/۱) کے قبیلہ جہینہ کے ایک شخص عبد العزیٰ بن بدر کا نام عبد اللہ بن بدر رکھا۔ (ابن سعد/۳۰۸/۱)

۱۲۔ (ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ، ۲۱۸/۱)

۱۳۔ (البخاری ، کتاب الجہاد ، ۴۴۹/۱و ابو دوؤد ، کتاب الخراج والفئے ۴۲۱/۲)

۱۴۔ یمن کے قحطانی قبائل کی نسل سے بنو ازد کی مختلف شاخیں وجود میں آئیں۔ ان میں ازد شنؤۃ، ازد السراۃ، ازد عمان، ازد جرش مشہور ہیں ان کو ازد یمن بھی کہتے ہیں۔ یہ بطون اطراف یمن، عمان اور بحرین میں آباد ہوئے (بلاذری، فتوح البلدان:۷۶)۔ زرقانی (م ۱۱۲۲ھ) الـمـواهـب اللدنية بالمنح الـمـحـمـديـة ، بیروت ۱۹۹۶ ج ۵، ص ۲۲۶ ان کی تفصیل بیان کی ہے ، اہل وفد نے زمانہ جاہلیت کے اپنے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا ۔

الشكر عند الرخاء

والصبر عند البلاء

والرضاء بمر القضاء

والصدق فی مواطن اللقاء

وترک الشماتة بالأعداء

آپؐ نے ان کی یہ باتیں سنی تو فرمایا :

حکماء علماء کادوا من فقههم أن یکونوا انبیاء ' ابن کثیر ، بدایۃ والنھایۃ ، ج ۵، ص ۹۵ ، میں اس وفد کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

۱۵۔ بنو حارث بن کعب یمن کے علاقہ نجران میں اقامت گزیں تھے، یہ ایک جنگجو قبیلہ تھا، جس زمانے میں آفتاب رسالتؐ کوہِ فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا، اس قبیلے کی شجاعت اور کامرانیوں کی سارے عرب میں دھوم مچی ہوئی تھی (طالب ہاشمی، وفودِ عرب بارگاہ نبویؐ میں، ص ۲۱۹)۔ وفد کے قائد حضرت قیس بن الحصین تھے، جب یہ وفد واپس جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم انصاری کو وفد کے ساتھ اہل قبیلہ پر محصّل اور معلم بنا کر روانہ فرمایا اور انہیں ایک تحریری فرمان عطا فرمایا جس میں فرائض، حدود اور شریعت کے احکام درج ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے اس فرمان میں دعوتی و تربیتی اصولوں کی بھی نشاندہی فرمائی، تفصیل کے لیے دیکھیے: ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ ۹۸/۵۔ ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ، ج۱، ص۳۳۹، وابن ہشام ج ۴، ص ۲۶۴

۱۶۔ بخاری ، کتاب الایمان ، باب اداء الخمس من الایمان ، مسلم کتاب الایمان ، باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ ، نیز تفصیل کے لیے دیکھیے ، طبقات ابن سعد۱/ ۳۱۵، زرقانی ، ۱۳۳/۵ اصابة فی تمیز الصحابه ۱۷۸/۲ سبل الھدیٰ والرشاد ۳۶۸/۶

قبیلہ 'عبدالقیس بحرین کا رہنے والا تھا۔ یہ لوگ سعید الفطرت تھے اور فتح مکہ سے بہت پہلے دعوت اسلام قبول کر چکے تھے۔ یہ دو مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے پہلی مرتبہ ان کے وفد میں تیرہ آدمی تھے ۔اور دوسری مرتبہ بیس(۲۰) (بقول ابن سعدؒ) زرقانی نے ''شرح مواہب '' میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس کچھ لوگ آرہے ہیں ۔جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں 'اہل وفد نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو اپنا سامان وہیں چھوڑ کر دیوانہ وار حضور ﷺ کی طرف لپکے اور آپؐ کے دست مبارکہ چومنے لگے۔تاہم اس وفد کے سردار 'مندر بن عائذ معروف بہ اشج نہایت بردبار اور زیرک تھے ۔انہوں نے اپنے گرد آلود لباس میں آپؐ کی خدمت

حاضر ہونا مناسب نہ سمجھا ۔انہوں نے پہلے سفر کے کپڑے اتارے اور دوسرا صاف ستھرا لباس پہنا اور پھر نہایت اطمینانی کے ساتھ حاضر ہوئے اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔

۱۷۔ بنی ہُجیم مشہور عدنانی قبیلے بنو تمیم کا ایک بطن تھے، یہ لوگ اضلاع نجد میں آباد تھے۔ ابوجُری جابر بن سُلَیم نے اپنی آمد اور حضورؐ سے اپنی گفتگو کی تفصیلات بیان کی ہیں، اس کو ابوداؤد کے علاوہ امام ترمذی (حدیث نمبر۲۶۴۵) اور امام احمد(حدیث نمبر ۱۷-۱۵-۱۹۷) نے بیان کیا ہے۔ ابو داؤد، کتاب اللباس ، باب ما جاء فی إسبال الإزار، رقم حدیث ۳۵۶۲۔

۱۸۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو یہ تعلیم دینا چاہتے تھے کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام نہیں کر لینا چاہیے۔

یہ دو افراد،قیس بن سلمہ بن شراحیل ،اور سلمہ بن یزدبن مشجعہ ،آپس میں ماں جائے بھائی تھے۔ایمان لانے کے بعد انہوں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ ہماری ماں،غریبوں کو کھانا کہلاتی،مسکینوں پر رحم کرتی ،اور قیدیوں کو چھوڑاتی تھی۔اس نے اپنی زندگی میں اپنی چھوٹی بیٹی کو زندہ دفن کر دیا تھا۔اس کا کیا حال ہے حضورؐ نے فرمایا ''زندہ درگور کرنے والی دوزخ میں ہے۔''

اس سے ان کی رگ جہالت بھڑک اٹھی ۔اور دونوں ناراض ہو کر چل دیئے اور کہنے لگے ہم ان کا اتباع نہیں کریں گے۔گویا دونوں مرتد ہوگئے ۔راستہ میں ایک صحابی کو پکڑ کر باندھ دیا اور صدقہ کے اونٹ لے کر بھاگ گئے۔حضورؐ کو اطلاع ملی تو آپؐ نے دونوں پر لعنت بھیجی(ابن سعد ،الطبقات ۳۶۴/۱)

۱۹۔ ابن الاثیر ، اسد الغابۃ ، ۴۰۲/۴ بذیل قُرہ بن ھبیرۃ

ابن حجر (م۸۵۲) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ احیاء التراث العربی ،

بیروت ۔ ۱۳۲۸ھ ، ج ۲۳۴/۳ بذیل قُرہ

۲۰۔ زرقانی ، ج ۱۵۸/۵، امام زرقانی فرماتے ہیں کہ :

وکان من اعظمھم خلقاً، واحسنھم وجھاً وشعراً ۔

حضورؐ نے ان سے نام پوچھا ،انہوں نے عرض کیا''زید الخیل'' آپؐ نے فرمایا نہیں تم ''زید الخیر'' ہو (ابن سعد ،الطبقات ۳۲۱/۱

۲۱۔ سبل الھدیٰ والرشاد ،۳۵۸/۶ وابونعیم ، الحلیۃ الاولیاء، ۱۰۹/۴،

الہیثمی ، مجمع الزوائد ، ۱۹۷/۷۔

۲۲۔ ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ۔ ۳۲۱/۱

۲۳۔ حضر موت بلادِ عرب میں یمن کے مشرق میں ایک وسیع علاقہ ہے جس کی تمام جنوبی سرحد پر سمندر ہے۔ اس کے جنوب مشرق کی سمت میں مہرہ کا علاقہ ہے۔ علامہ ابن حزم کے بیان کے مطابق حضر موت کا نام حضر موت بن قحطان کے نام سے ماخوذ ہے۔ (ابن حزم: الجمہرۃ انسابِ العرب، ص ۴۶۳)۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ، سبل الھدیٰ والرشاد ۴۳۱/۶

۲۴۔ بنو تُجیب کا تعلق قبیلہ کِندہ سے تھا۔ یہ حضر موت کے وسط میں الکسر میں رہتے تھے۔ بعض کتابوں میں اس قبیلے کا نام تُجیب بھی بتایا گیا ہے۔ سبل الھدیٰ والرشاد، ۲۱۵/۴ ، ابن سعد ۳۲۳/۱

۲۵۔ حم السجدہ ، ۴۱

۲۶۔ ابن سعد۳۰۶/۱، بلاذری ، انساب الاشراف ۵۳۱/۱، سبل الھدیٰ والرشاد ۲۷۳/۶

۲۷۔ بخاری، **کتاب العلم ، باب القرأة والعرض علی المحدث ، مسلم کتاب الایمان باب السوال عن ارکان الاسلام**

مسلم میں ضمام بن ثعلبہ کے نام ذکرنہیں ہوا، **رجل من اھل البادیة** کہا گیاہے۔ ابن ہشام ۲۴/۴۔
ابن سعد۲۹۹/۱، **الاصابة فی تمیز الصحابه** ۲۱۱/۲۔